قارئین کرام! جہاد کا بالکلیہ انکار بھی غلط ہے' یہ دینی بے بضاعتی وکم علمی کا آئینہ دار' فکری زوال وشکستگی کا غماز اور صوفیاء کی راہبانہ وبزدلانہ سوچ وفکر ہے صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی ہے کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا' ہاں اس کی شروط اوراس کے موانع ہیں' اسی طرح کفار ومشرکین سے قتال وجنگ ہی کو جہاد سمجھنا اوراس کی دیگر اقسام کو جہاد نہ ماننا یہ بھی غلط ہے' یہ خوارج وروافض اوراس کی ہم فکر وہم نوا جماعتوں کا باغیانہ' اور دہشت گردانہ فکر ومنہج ہے' حق یہ ہے کہ جہاد' دعوت الی اللہ کا ذریعہ ہے' اس کے بہت سارے اقسام وانواع اور مراتب ہیں وہ کسی ایک قسم میں منحصر نہیں ہے' سورۃ الفرقان مکی سورت ہے اس میں اللہ رب العالمین نے قرآن کریم کے ذریعہ کفار سے جہاد کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَاداً كَبِيراً ﴾(۵۲) یعنی: آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں قرآن کے ذریعہ ان سے بڑا جہاد کریں۔ ظاہر ہے مکہ میں قتال مشروع نہیں ہوا تھا' قتال کی مشروعیت سنہ۲ ہجری مدینہ میں ہوئی' معلوم ہوا کہ جہاد صرف لڑائی اور قتال کا نام نہیں ہے' بلکہ دین اسلام کی طرف دعوت' توحید وسنت کی نشر واشاعت' شرک وبدعات کے قلع قمع' اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت' بلند اخلاق وکردار کی طرف دعوت' امر بالمعروف ونہی عن المنکر' فقراء ومساکین کی مدد' والدین کی خدمت' معاصی ومنکرات کے استیصال' معاشرہ میں پھیلے ہوئے اخلاقی جرائم' جبر واستحصال اور ظلم وزیادتی کی روک تھام کے لئے جو بھی جائز کوششیں ہوں وہ سب جہاد ہے۔

حدیث میں کفار سے جہاد کو اسلام کی کوہان قرار دیا گیا ہے' کوہان جانور میں سب سے اوپر ہوتا ہے' اس کے نیچے اس کے جسم میں بہت سارے اعضاء ہوتے ہیں' کافروں سے جنگ کا معاملہ بھی ایسے ہی ہے' اس سے پہلے کچھ جہاد ایسے ہیں جو ہر شخص پر فرض ہوتے ہیں جیسے اپنے نفس سے اور شیطان لعین سے جہاد کرنا' جہاں یہ دونوں جہاد ہر شخص پر خواہ مرد ہو یا عورت امیر ہو یا غریب فرض ہے وہیں یہ اہمیت وضرورت کے لحاظ سے جہاد کی تمام قسموں پر مقدم اور سب سے اہم ہے' انسان نفس امارہ اور شیطان کا اسیر ہو' اس کی راہوں اور نفسانی خواہشات پر چلتا ہو اور کافروں سے قتال کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں' کیونکہ شیطان تو سب سے بڑا کافر ومشرک اور مومن کا سب سے بڑا دشمن ہے' سب سے پہلے اس سے جنگ کرنا اوراس کی چالوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے' اپنے نفس اور شیطان سے جہاد کی کوئی شرط بھی نہیں ہے' جبکہ کافروں سے قتال اور جہاد نہ ہر شخص پر فرض ہے اور نہ ہی ہر شخص اسکی طاقت رکھتا ہے اور پھر اس کی بہت ساری شرطیں ہیں جن کا پایا جانا بیحد ضروری ہے' جنگ سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے گی اگر قبول کرلیں الحمد للہ جہاد کا مقصد پورا ہوگیا' بصورت انکار جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا' اگر اس پر راضی ہوگئے تو ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے گی' ان سے جنگ نہیں کی جائے گی' اور نہ ہی قبول اسلام کے لئے ان پر کسی طرح کی زور زبردستی کی جائے گا' وہ جزیہ دے کر اپنے دین ومذہب پر قائم رہ سکتے ہیں' کیونکہ اسلام میں جنگ کا مقصد قتل وخونریزی نہیں ہے' دور جاہلیت میں جنگ کے معنی تھے بغیر کسی رحم ومروت کے قتل وخونریزی اور غارتگری' آتش زنی' لوٹ مار اور عورتوں کی عزت وآبرو کی بے حرمتی' کھیتی باڑی اور جانوروں کی تباہ کاری وغیرہ' لیکن اسلام نے اس معنی کو مکمل طور پر بدل دیا' اس نے جہاد کو توحید وسنت کی نشر واشاعت' شرک وکفر کا قلع قمع' بدعات وخرافات کی بیخ کنی' زمین پر امن وامان پھیلانے' عدل وانصاف قائم کرنے' مظلوموں کی مدد' ظالموں کی سرکوبی' غیر اللہ کی عبادت سے اللہ واحد کی عبادت کی طرف' اور ادیان باطلہ کے ظلم واستبداد سے برحق دین اسلام کے عدل واستحسان کی طرف لانے کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا۔

کفار اگر جزیہ کا انکار کردیں تب آخری مرحلہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ جنگ کی جائے گی' اس میں بھی آپ ﷺ نے جنگ کے رحیمانہ وکریمانہ اور اہم اصول وضوابط مقرر فرمائے' جس کی فوجیوں اور کمانڈروں پر پابندی لازمی قرار دی' حدیث میں آتا ہے جب آپ ﷺ کوئی لشکر بھیجتے تو اس کے امیر کو تقوی اور ساتھیوں کے بارے میں خیر اور عدل کی وصیت فرماتے' اور فرماتے کہ خیانت نہ کرو' بدعہدی نہ کرو' آسانی کرو' سختی نہ کرو' نفرت نہ پھیلاؤ' ناک کان وغیرہ نہ کاٹو' کسی بچے کو قتل نہ کرو' عورتوں' بوڑھوں' عبادت گزاروں' اور جو مدمقابل نہ ہوں انہیں' اور جو عبادت گھروں میں ہیں یا جو گھروں میں بند ہیں ان میں کسی کو قتل نہ کرو' باندھ کر کسی کو نہ مارو' اسی طرح آپ ﷺ نے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع کیا' بھاگنے والوں کا پیچھا کرکے انہیں پکڑنے سے منع کیا' سفیر' معاہد یعنی جس کے ساتھ عہد وپیمان ہو' ذمی جو جزیہ دے کر مسلم ملک میں رہتا ہو' مستأمن جو مسلم ملک میں کسی غرض سے آیا ہو ایسے سارے افراد کو قتل کرنے سے منع کیا' اور قتل کرنے والوں کو سخت وعید سنائی' کھیتی باڑی تباہ کرنے جانور ہلاک کرنے اور درخت کاٹنے سے منع کیا' یہ اوراس طرح کے دیگر بلند پایہ قواعد وضوابط متعین کئے کیونکہ اسلام میں جنگ کا مقصد قتل وخونریزی نہیں' اللہ

کے دین کی نشرواشاعت اورقبول اسلام میں رکاوٹوں کودورکرنا ہے اسی لئے آپ ﷺ جب رات میں پہونچتے تو رات ہی میں حملہ نہیں کردیتے بلکہ صبح کا انتظار کرتے اور حملہ کرنے سے قبل ان کواسلام کی دعوت دیتے بصورت انکار جزیہ دینے کی بات کرتے جزیہ نہ ماننے کی صورت میں جنگ کرتے اور دوران جنگ بھی برسر پیکارد شمنوں کے ساتھ انسانیت کی بنیادوں پررحمت وشفقت عفوودرگذر اورمروت وبردباری کا سلوک کرتے۔فداہ أبی وامی۔

اہل حق اورسلف صالحین کے عقیدہ ومنہج پر چلنے والے علماء وفقہاء نے کتاب وسنت صحیحہ کی روشنی میں جہاد کی بہت ساری اقسام وانواع اورمراتب کو بیان کیا ہے سطورذیل میں اسی حساس ومظلوم اورمہجوروبدنام موضوع کو بیان کرنے کی جرأت اورکوشش کی گئی ہے۔اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

عربی زبان میں جہاد کا معنی ومطلب ہے: استطاعت بھرمحنت کرنا کوشش کرنا۔

اس کا دومعنی ومفہوم ہے ایک عام ہے جس کا مطلب ہے اللہ کو جومحبوب وپسند ہے اس کے حصول کے لئے حسب استطاعت محنت اورکوشش کرنا۔

دوسرا خاص معنی ہے جس کا مطلب ہے جہاد کی تمام شرطیں پائی جانے تمام موانع ختم ہونے اورحاکم وقت کی اجازت کے بعد اپنی جان اورتلوار سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کفارومشرکین اورمرتدین سے قتال کرنا۔

(یقول الإمام ابن رشد : کل من أتعب نفسه فی ذات الله فقد جاهد فی سبیله الا أن الجهاد اذا اطلق لا یقع الا علی مجاهدة الکفار بالسیف)۔(التاج والاکلیل)

یعنی: جس نے بھی اللہ کی ذات میں اپنے آپ کو تھکایا اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا البتہ جب لفظ جہاد مطلق طور پر استعمال ہوتو اس کا مطلب ہے تلوار سے کفار سے جنگ کرنا۔

<u>جہاد کی اقسام:</u>

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف زادالمعاد میں جہاد کے ۱۳ (تیرہ) مراتب بیان کیا ہے۔

پہلی قسم :نفس سے جہاد: یہ فرض عین ہے یہ کافروں کے جہاد سے پہلے ہے کیونکہ انسان جب تک اپنے نفس سے جہاد نہیں کرتا کفار سے جہاد نہیں کرسکتا اوراگر کوئی اپنے نفس کی اصلاح اوراس سے جہاد کئے بغیر کافروں سے قتال کرہی لے تو اس کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا نفس کا جہاد یہ ہے کہ انسان اللہ کی عبادت وبندگی پر قائم رہے نبی کی اطاعت کرے شرک وبدعت نہ کرے اللہ اوراس کے رسول کی معصیت نہ کرے اورانسان کے ناطے جب کوئی گناہ ہوجائے بالخصوص بڑے گناہ توفوراتوبہ کرے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: **ألا أخبرکم بالمؤمن ؟ المؤمن من أمنه الناس علی أموالهم وأنفسهم ، والمسلم من سلم الناس من لسانه ویده ، والمجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله ، والمهاجر من هجر الخطایا والذنوب. (رواه الإمام أحمد فی مسنده والحاکم وصححه ووافقه الذهبی ، واساده صحیح ،سلسلة الأحادیث الصحیحة ۵۴۹)**

یعنی: کیا میں تم لوگوں کو (حقیقی) مومن کے بارے میں نہ بتاؤں؟ مومن وہ ہے جس پر لوگ اپنے مال وجان کے بارے میں بھروسہ رکھتے ہوں اورمسلمان وہ ہے جس کی زبان اوراس کے ہاتھ سے لوگ محفوظ ہوں اورمجاہدوہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے اورمہاجروہ ہے جو گناہوں اور برائیوں کو چھوڑ دے "۔

جہاد بالنفس کے چارمراتب ہیں:

(۱)حصول علم کے لئے محنت وکوشش کرنا۔ (۲)علم حاصل ہوجانے کے بعداس پرعمل کرنا۔

(۳)اس کے بعداس کی طرف لوگوں کودعوت دینا۔ (۴)دعوت کی راہ میں مشکلات ومصائب پرصبر کرنا۔

اللہ کا ارشاد ہے﴿ **وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ** ﴾ **سورة العنكبوت (69)**

یعنی: جو ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضروردکھائیں گے اوراللہ محسنین کے ساتھ ہے۔

جہاد کی دوسری قسم: شیطان سے جہاد کرنا: شیطان مسلمان کا سب سے بڑا دشمن ہے' اس لئے جہاد بالنفس کی طرح یہ جہاد بھی ہر ایک پر فرض ہے اور اس جہاد کی بھی کوئی شرط نہیں ہے' اس کے دو مراتب ہیں:

(۱) دل ودماغ میں شیطان جو اللہ اور اس کے دین کے بارے میں شکوک وشبہات' اور وسوسے ڈالتا ہے ان کو دفع کرنا۔

(۲) جذبات وشہوات پر کنٹرول کرنا' برے وگندے خیالات کو دور کرنا۔

جہاد کی تیسری قسم: منافقین' اہل بدعت واہواء اور اصحاب منکرات ومعاصی سے جہاد کرنا' توحید وسنت کی راہ سے بھٹکے ہوئے کلمہ گو مسلمانوں کی اصلاح کرنا' ان کو سلف صالحین کے عقیدہ ومنہج کی طرف دعوت دینا یہ بھی جہاد ہے: اس کے تین مراتب ہیں:

(۱) ان سے ہاتھ سے جہاد کرنا یعنی ان کو ڈنڈے اور طاقت کے زور پر منع کرنا یہ ارباب اقتدار یعنی حکام وقضاۃ کے لئے ہے۔

(۲) ان سے زبان سے جہاد کرنا' یعنی ان کو ان کے سامنے نصیحت کرنا' بدعات وخرافات کی سنگینیوں سے ان کو آگاہ کرنا یہ اہل علم کے لئے ہے۔

(۳) اگر مذکور دونوں مراتب میں سے کسی کی بھی طاقت نہیں ہے تو منافقین اور اہل بدعت جو بھی شرک وبدعت وخرافات اور اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں دل میں ان تمام چیزوں کو برا جاننا' یہ آخری مرتبہ ہے جو ہر صاحب علم پر فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **(من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه ' فان لم يستطع فبقلبه و ذلك أضعف الإيمان)** (صحیح مسلم)

تم میں سے جو منکر وبرائی خود دیکھے اگر طاقت ہے تو ہاتھ سے روکے' اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے تو دل سے اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے''۔

اس حدیث میں بہت سارے علمی نکات وفوائد ہیں جن میں قابل ذکر نکتہ یہ بھی ہے کہ انکار منکر کا جو تیسرا درجہ ہے اس کا تعلق دل سے ہے یعنی منکر کو دل میں برا جاننا ہے اس کو زبان پر نہیں لانا ہے' نہ نجی محفلوں میں نہ برسر عام' الا یہ کہ تنہائی میں سلطان یا ذمہ دار یا جو ملوث ہو اس کے سامنے بیان کرنا ہو۔

چوتھی قسم: کفار ومرتدین سے جہاد یعنی قتال کرنا' یہ اسلام کی کوہان' اور جہاد کا خصوصی معنی ہے' یہ فرض کفایہ ہے الا یہ کہ ولی امر یعنی حاکم وقت کی طرف سے عام اعلان ہو جائے۔

کفار ومرتدین سے جہاد کے چار مراتب ہیں:

(۱) دل سے جہاد یعنی دل میں ان سے اور شرک وکفر سے بغض رکھنا۔

(۲) زبان وقلم سے حکمت اور موعظۃ حسنہ کے ساتھ استطاعت بھر ان کو دین کی دعوت دینا' ان کے اعتراضات وشبہات کا جواب دینا' اسلام کے محاسن کو اچھے انداز میں پیش کرنا اس لئے کہ جہاد کا مطلب صرف قتال ولڑائی نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے دلیل وبرہان سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اور سب سے بڑا برہان قرآن کریم وسنت رسول ﷺ ہے' لہذا اس کے ذریعہ' اسی طرح اپنے اخلاق وکردار سے کفار ومشرکین کو اسلام کی دعوت دینا اور یہی مقصد جہاد ہے۔

(۳) مال سے جہاد کرنا۔ یہ بیحد اہم ہے اللہ تعالی نے ایک آیت کے سوا تمام آیتوں میں جہاد بالمال کو جان سے جہاد پر مقدم کیا ہے۔ کیونکہ مال کے بغیر کسی بھی قسم کا جہاد نہیں ہوسکتا' خصوصا آج کے مادی دور میں' جہاد بالمال کا مطلب ہے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا' جہاد کے اخراجات ومصاریف کو برداشت کرنا' دین کی نشر واشاعت کے لئے اس کو استعمال کرنا' طلبہ' علماء ودعاۃ ومدارس' یتیم اور بیوہ کی کفالت کرنا ان کے اخراجات اٹھانا ان کو دین کی تعلیم دینا وغیرہ وغیرہ۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: **(الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله أو القائمِ الليلَ الصائمِ النهارَ)** (بخاری ومسلم)
یعنی بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح یا رات میں قیام اور دن میں صوم رکھنے والے کی طرح ہے۔

(۴) جان اور تلوار سے جہاد کرنا: یہ اس صورت میں جب جہاد کی تمام شرطیں پائی جائیں اور تمام رکاوٹیں بھی ختم ہوں' حکمت ومصلحت کا تقاضا بھی ہو' اور قبول اسلام میں حائل رکاوٹیں دور ہو جانے کا قوی تر امکان ہو۔ اسی کو حدیث میں اسلام کی کوہان کہا گیا ہے۔

اس طرح جہاد کے (۱۳) مراتب ہوجاتے ہیں، جہاد بالنفس کے چار مراتب، جہاد بالشیطان کے دومراتب، جہاد بالمنافقین واہل بدعت ومعاصی کے تین مراتب، اور جہاد بالکفار والمرتدین کے چار مراتب۔

کفار ومشرکین سے جہاد کی دوانواع ہیں:

پہلی نوع (ا) اقدامی جہاد یعنی کفار پر حملہ کرنے میں پہل کرنا، اس کی شروط وموانع ہیں کچھ شروط ایسی ہیں جن کا تعلق حاکم وقت سے ہے جیسے:

ا/ مسلم حاکم کا ہونا۔

۲/ جنگ کی استطاعت وقدرت کا ہونا۔

۳/ حاکم کی طرف سے اجازت کا ہونا۔ جنگ کھلونا نہیں ہے کہ چند افراد کھڑے ہوجائیں اور عوام میں اعلان کردیں کہ ہم جہاد کے لئے نکل رہے ہیں آپ سب لوگ ہمارا ساتھ دیں۔ جنگ کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ عوام الناس کے ہاتھوں میں نہیں حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

۴/ صلح کی حالت میں نہ ہونا۔

۵/ نقصان کا پلڑا کم اور فائدہ کا پلڑا بھاری ہو۔

۶/ لوگوں کے قبول اسلام میں جو رکاوٹیں ہیں دور ہوجانے کا کوئی امکان ہو ۔

۷/ حکمت ومصلحت اسی بات کی متقاضی ہو۔

کچھ شروط کا تعلق شرکت کرنے والوں سے ہے، جیسے:

ا/ مسلمان ہونا۔

۲/ بالغ ہونا۔

۳/ عقلمند ہونا۔

۴/ مرد کا ہونا۔ عورتوں پر یہ جہاد فرض نہیں ہے۔

۵/ والدین کی طرف سے اجازت کا ہونا ۔

اگر کفار سے قتال کی طاقت نہ ہو تو صبر کرنا ہے، صبر بہت بڑی طاقت اور بہت بڑا ہتھیار ہے، ایسی صورت میں حاکم وقت ان سے مصالحت بھی کرسکتا ہے۔ مصالحت کی صورت میں اس کی پابندی لازمی ہوگی۔ اگر پابندی نہ کی گئی تو خیانت ہوگی اور اسلام خیانت کی نہیں عہد وپیمان کی پاسداری کی تعلیم دیتا ہے۔

اقدامی جہاد کی رکاوٹیں: اگر شروط پائی گئیں لیکن کوئی رکاوٹ بھی پائی جارہی ہے، تو جہاد جائز نہیں ہوگا۔ کچھ رکاوٹیں درج ذیل ہیں۔

ا/ طاقت کا نہ ہونا۔ آج مسلم ملکوں کے پاس لڑائی کی بالکل طاقت نہیں ہے۔ نہ ان کے پاس اتنی فوج ہے نہ ہتھیار ہے اور نہ ہی وہ ٹیکنالوجی ہے جو غیروں کے پاس ہے۔

۲/ کفار سے مصالحت ہو۔

۳/ جنگ نہ کرنے میں مصلحت اور فائدہ ہو جیسے آج کا دور ہے، لڑائی میں کوئی فائدہ نہیں ہے، لہذا صبر اور دعاء سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ ہتھیاروں کے ذریعہ ملکوں کو فتح کرنے کا دور نہیں ہے، جو مسلمان ہیں انہیں کے عقائد وعبادات ومعاملات کی اصلاح کی کوشش کریں، مسلمان ہمارا راس المال ہیں اگر انہیں کی سلف صالحین کے عقیدہ ومنہج کے مطابق اصلاح ہوگئی کافی ہے، اور جو غیر مسلم بھائی ہیں ان کے ساتھ اعلی ومثالی اخلاق وکردار سے پیش آئیں۔

۴/ حاکم کی طرف سے اجازت نہ ہو۔

۵/ یا مسلم حاکم کا وجود ہی نہ ہو۔

کفار سے جہاد کی دوسری نوع دفاعی جہاد ہے: یعنی مدافعت کرنا' کافروں نے مسلم ملک پر حملہ کر دیا اب وہاں بسنے والے ہر فرد پر دفاع ضروری ہو جاتا ہے اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے ہر طرح سے ہر حال اور ہر قیمت پر ملک کا دفاع لازمی ہو جاتا ہے۔

جہاد کے نام پر کی جانے والی غلطیاں اور حکم عدولیاں:

۱/ تنظیموں کی طرف سے جہاد کا اعلان کرنا۔ یہ جہاد نہیں بلکہ دہشت گردی ہے۔ اور آج کے دور میں اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی ورسوائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے' کرتے ہیں کچھ ناعاقبت اندیش' خون اور جان کے سوداگر لیکن بدنام ہوتا ہے اسلام جیسا امن پسند اللہ کا نازل کردہ دین' اور رسوا ہوتی ہے پوری امت اسلامیہ ۔

۲/ تنظیموں کے سربراہوں کا حدود نافذ کرنا یہ بھی سراسر غلط اور زیادتی ہے۔ حدود وتعزیرات کے نفاذ کا حق صرف اور صرف حکمرانوں اور عدالتوں کے پاس ہے۔ عوام کے پاس نہیں۔ اگر حکمراں اپنی سلطنتوں میں حدود وتعزیرات کا نفاذ نہیں کرتے وہ بروز قیامت اللہ کے یہاں جوابدہ ہوں گے عوام الناس سے نہیں پوچھا جائے گا۔

۳/ حربی اور غیر حربی کے مابین فرق نہ کرنا۔

۴/ جہاد کے نام پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کا قتل عام کرنا۔

۵/ معصوم لوگوں کا قتل کرنا جیسے بوڑھے بچے عورتیں اسی طرح گھروں میں بند اور عبادت خانوں میں موجود لوگوں کو قتل کرنا۔

۶/ سرکاری وخصوصی املاک وجائیداد کو نقصان پہونچانا' آتش زنی کرنا۔

۷/ کفار کے ساتھ صرف قتال کا معاملہ کرنا ان پر اسلام کی دعوت نہ پیش کرنا۔

۸/ بازار' عمومی مقامات' اسی طرح مساجد' مدارس وعبادت خانوں کو نشانہ بنانا انہیں ڈھانا ان پر خودکش حملے کرنا۔

۹/ قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرنا۔

۱۰/ اپنے مفاد کے لئے بچوں اور خواتین کو جہاد کے لئے استعمال کرنا وغیرہ وغیرہ۔

یہ سارے اعمال جائز نہیں ہیں یہ سب اسلام جیسے امن پسند دین کے لئے ذلت ورسوائی کا باعث ہیں۔

جہاد کی پانچویں قسم: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا' ان کی ضرورتوں کو پوری کرنا ان کی خدمت کرنا۔ صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے جہاد کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے پوچھا (أحي والداک؟) کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ کہا: ہاں' آپ نے فرمایا (**ففیھما فجاھد**) ان دونوں میں جہاد کرو۔ یعنی ان کی خدمت کرو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

چھٹی قسم: اپنی عزت وآبرو اور مال کا دفاع کرنا یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔

ساتویں قسم: حج وعمرہ خصوصا عورتوں کے لئے' نبی اکرم ﷺ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں لیکن اس میں قتال نہیں ہے' اور وہ حج وعمرہ ہے۔ (مسند احمد اور سنن ابن ماجہ' اسنادہ صحیح)

صحیح بخاری میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا: ہم جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

توحید وسنت اور سلف صالحین کے عقیدہ ومنہج پر قائم اور شرک وبدعات سے دور رہتے ہوئے جسے جہاد کی تمام اقسام ومراتب پر حسب استطاعت وحسب امکان عمل کرنے کی توفیق مل جائے وہ بیحد خوش نصیب شخص ہے۔ اللہ توفیق سے نوازے آمین۔

تم بالخير

۱۸/ ربيع الآخر ۱۴۴۶ھ/ ۲۱/ ۱۰/ ۲۰۲۴ن